معاشی جائزہ

1

1.1 عمومی جائزہ[1]

پاکستان کی معیشت کو مالی سال 23ء کے دوران متعدد چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ دیرپا ساختی کمزوریوں نے مسلسل ملکی اور عدیم النظیر نوعیت کے عالمی رسدی دھچکوں کے اثرات کو بڑھا دیا۔ روس یوکرین تنازعے، اجناس کی بلند عالمی قیمتوں اور منصوبہ بندی کے برخلاف مالیاتی توسیع کے نتیجے میں مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی سے ملک کی معاشی صورتِ حال پہلے ہی خراب ہونا شروع ہو گئی تھی۔ سیلاب کے اثرات، آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر، ملک میں مسلسل غیر یقینی کیفیت اور سخت ہوتے ہوئے عالمی مالیاتی حالات کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران صورتِ حال مزید خراب ہوئی۔

مالی سال 23ء کے ابتدائی مہینوں کے دوران ملک میں آنے والے سیلاب کی صورت میں ایک بڑے رسدی دھچکے نے معاشی حالات کو بہت متاثر کیا۔ اس کے نتیجے میں رسدی زنجیر میں رکاوٹوں نے نہ صرف مہنگائی کا دباؤ بڑھایا اور معاشی سرگرمیوں کو روکا بلکہ بیرونی اور مالیاتی کھاتوں پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے۔ اسی طرح غیر یقینی عالمی اقتصادی اور مالی حالات کے اثرات، عالمی اجناس کی قیمتوں میں کچھ اعتدال کے باوجود بلندی، قرضوں کی بلند واپسی اور آمدِ رقوم کی کمی نے بیرونی کھاتے پر دباؤ بڑھایا جس کا اثر پوری معیشت پر پڑا۔ پاکستان اپنی بیرونی قرضوں کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں کامیاب رہا۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی کے ساتھ زرِمبادلہ مارکیٹ میں منفی احساسات کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں بڑی کمی ہوئی (**جدول 1.1**)۔

بگڑتے ہوئے بیرونی کھاتے پر دباؤ کو کم کرنے کے لیے حکومت اور اسٹیٹ بینک نے سال کے دوران درآمدات پر مختلف عارضی پابندیاں متعارف کروائیں۔ خام مال کی محدود دستیابی نے رسدی رکاوٹوں اور مالی سال 22ء کے اواخر سے موجود طلب میں کمی لانے کی مختلف پالیسیوں کے اثر کو سنگین تر کر دیا جس سے معاشی سرگرمیوں کی رفتار اور اس کے نتیجے میں برآمدات میں کمی آگئی۔ اس کے ساتھ ہی روپے کی قدر میں کمی اور زرِمبادلہ کی رکاوٹوں نے سیلاب کی وجہ سے رسدی قلت اور مہنگائی کے دباؤ کے اثرات میں اضافہ کیا۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	م س21ء	م س22ء	م س23ء
شرحِ نمو * (فیصد)			
حقیقی جی ڈی پی[الف]	5.8	6.1	0.3
زراعت	3.5	4.3	1.6
صنعت	8.2	6.8	-2.9
جس میں: ایل ایس ایم	11.5	11.9	-8.0
خدمات	5.9	6.6	0.9
قومی ص اق (مدتی اوسط)[الف]	8.9	12.2	29.2
نجی شعبے کا قرض[ب]	11.2	21.1	-0.8
رسدِ زر (ایم ٹو)[ب]	16.2	13.6	14.2
برآمدات[ب]	13.8	26.7	-14.1
درآمدات[ب]	24.4	31.8	-27.3
ٹیکس محاصل—ایف بی آر[ج]	19.2	28.9	16.7
شرحِ مبادلہ (+اضافہ /- کمی فیصد)[ب]	-1.3	-9.8	-28.5
پالیسی ریٹ[ب] (ختم مدت)	7.0	13.75	22.0
ارب امریکی ڈالر			
اسٹیٹ بینک کے ذخائر (ختم مدت)[ب]	17.3	9.8	4.5
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	29.5	31.3	27.0
جاری کھاتے کا توازن[ب]	-2.8	-17.5	-2.4
جی ڈی پی کا فیصد			
مالیاتی توازن[د]	-6.1	-7.9	-7.7
جاری کھاتے کا توازن	-0.8	-4.7	-0.7
سرمایہ کاری[الف]	14.5	15.7	13.6

* مالی سال 21ء، مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو اور اس کے ذیلی اجزا سے متعلق اعدادوشمار 2015-16ء کی مستقل بنیادی قیمتوں پر ہیں اور بالترتیب حتمی، نظر ثانی شدہ اور عبوری تخمینوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک؛ [ج، د] وزارت خزانہ

آخر میں، عالمی زری سختی اور غیر تسلی بخش بیرونی طلب نے برآمدات اور سرمائے کی کمزور آمد میں کردار ادا کیا۔ ان عوامل نے موجودہ ڈھانچہ جاتی نقائص، جو پاکستان کی برآمدات میں پائیدار توسیع کے لیے مسئلہ بنے ہوئے ہیں، کے اثرات کو سنگین تر کر دیا۔

ان رسدی دھچکوں کے علاوہ توانائی کے شعبے میں طویل عرصے سے موجود خرابیاں، جن میں بلند آپریشنل اور تقسیمی نقصانات اور واجب الادا کپے سٹی ادائیگیوں نیز غیر ہدفی زراعانت کے علاوہ تاخیر سے نرخوں کی ردّوبدل نے بجلی کے شعبے کے گردشی قرضوں کے اسٹاک کو مالی سال 23ء میں تاریخی بلند ترین

[1] اس رپورٹ میں پیش کردہ تجزیے اور تخمینوں کی بنیاد مالی سال 23ء کے اعدادوشمار ہیں، جنھیں ستمبر 2023ء میں اس وقت دستیاب اعدادوشمار استعمال کرتے ہوئے حتمی شکل دی گئی۔

شکل 1.1 الف: حقیقی جی ڈی پی نمو

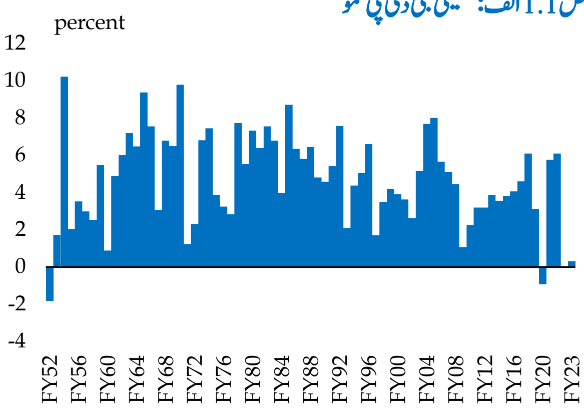

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.1 ب: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی*

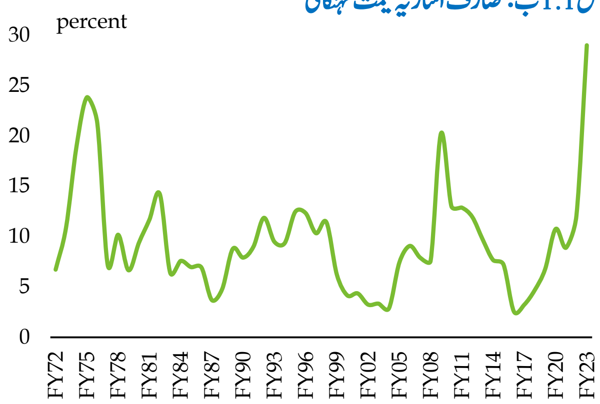

*Base 2015-16 (NCPI)
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.1 ج: بیرونی کھاتہ

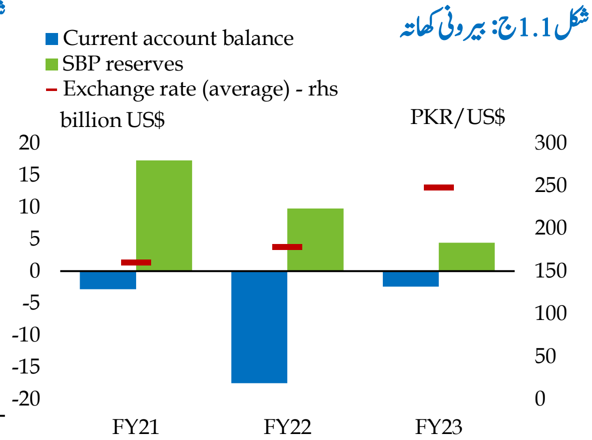

Source: State Bank of Pakistan

شکل 1.1 د: بڑھتی ہوئی سودی ادائیگیوں نے مالیاتی کارکردگی کو گہنادیا

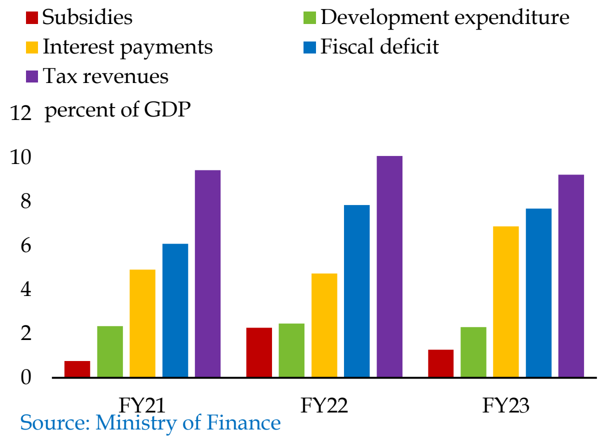

Source: Ministry of Finance

سطح پر پہنچادیا۔ اس لیے حکومت مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں توانائی کی عالمی قیمتوں میں کمی کے باوجود سال کے دوران متعدد مواقع پر توانائی کے نرخوں میں اضافہ کرنے پر مجبور ہوئی۔ اسی وجہ سے نیز غیر منضبط مالیاتی استحکام اور محاصل میں اضافے کی ضرورت کی بنا پر پیٹرولیم مصنوعات پر پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کو دوبارہ نافذ کرنا ضروری ہوگیا جس سے مہنگائی کے دباؤ کو مزید تحریک ملتی رہی۔

ان حالات کے مجموعی اثر نے مالی سال 23ء میں پاکستان کی معاشی کارکردگی میں خاصا بگاڑ پیدا کیا۔ حقیقی جی ڈی پی کی نمو گر کر مالی سال 52ء سے اب تک کی تیسری پست ترین سطح تک پہنچ گئی (**شکل 1.1 الف**) جبکہ اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت (NCPI) مہنگائی کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح تک بڑھ گئی (**شکل 1.1 ب**)۔ اگرچہ جاری کھاتے کا خسارہ کافی حد تک کم ہوا تاہم بیرونی رقوم کی ناکافی آمد نے بیرونی کھاتے کو مسلسل دباؤ میں رکھا جس کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران مسلسل دوسرے سال اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی واقع ہوئی (**شکل 1.1 ج**)۔ اس دوران گذشتہ کئی برسوں کے غیر پائیدار مالیاتی پالیسی موقف کی عکاسی کرتے ہوئے، سود کی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافہ، توانائی کے شعبے میں مسلسل بھاری زرِاعانت اور ہدف سے کم ٹیکس کی وصولی مالی سال 23ء کے دوران طے شدہ مالی استحکام سے کم کا باعث بنی (**شکل 1.1 د**)۔

اسٹیٹ بینک نے بڑھتے ہوئے چیلنجوں کے حوالے سے کارروائی کرنے کے لیے زری پالیسی میں سختی جاری رکھی جو ستمبر 2021ء سے شروع کی گئی تھی۔ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 825 بی پی ایس کا اضافہ کیا جبکہ پچھلے سال میں 675 بی پی ایس اضافہ کیا گیا تھا۔ یہ اقدام ملکی طلب کو کم کرنے اور بیرونی کھاتے پر دباؤ گھٹانے کے لیے مختلف انتظامی اقدامات کے علاوہ تھا۔ مزید برآں، محاصل کی وصولی کو تقویت دینے

شکل 1.2 الف: پالیسی ریٹ بڑھانے والے ممالک کی تعداد

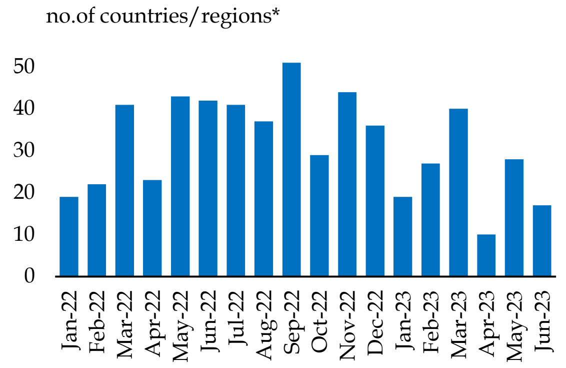

* 96 EMDEs and AEs, including one region, EU-27

Sources: IMF, Haver Analytics

شکل 1.2 ب: اہم معیشتوں میں اوسط حقیقی جی ڈی پی نمو

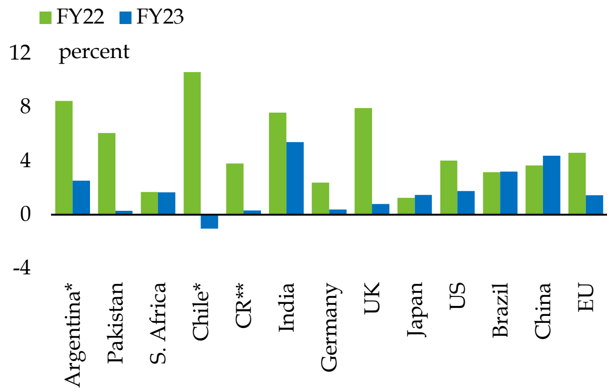

* Jul-Mar FY23, CR** stands for Czech Republic

Sources: Bloomberg, OECD and PBS

شکل 1.2 ج: مالی سال 23ء میں بڑھتی ہوئی مہنگائی رپورٹ کرنے والی معیشتیں

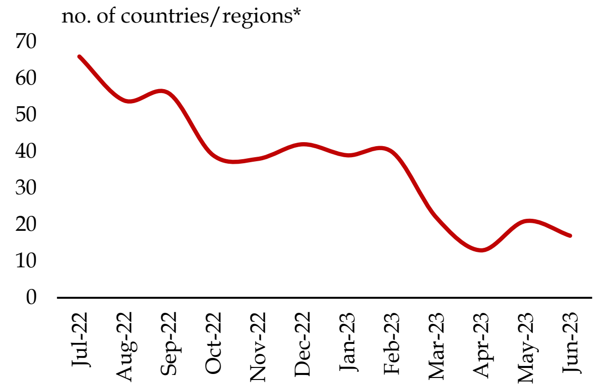

* 96 EMDEs and AEs, including one region, EU-27

Source: Haver Analytics

شکل 1.2 د: مالی سال 23ء میں ابھرتی ہوئی منڈیوں کی کرنسیوں میں تبدیلی

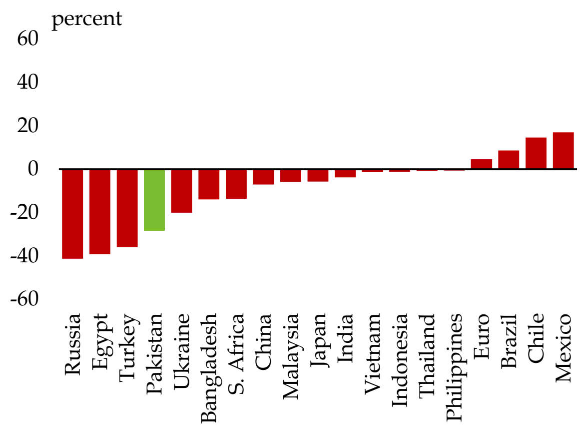

Sources: IMF, Haver Analytics

کے لیے حکومت نے مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں ٹیکس کے حوالے سے کچھ نئے اقدامات متعارف کرائے۔

ملکی مسائل کے اہم کردار کے پیشِ نظر پاکستان کے معاشی حالات خاص طور پر مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے تجربے سے کسی حد تک مختلف تھے۔ روس یوکرین تنازعے کے نتیجے میں پہلے سے ہی بلند عالمی مہنگائی میں مزید اضافہ ہوا، جس نے اسے مالی سال 23ء کے آغاز کے آس پاس کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح تک پہنچا دیا۔ مہنگائی کے بگڑتے منظرناموں کے پس منظر میں ابھرتی ہوئی اور ترقی یافتہ معیشتوں کے مرکزی بینکوں نے 2021ء سے زری سختی شروع کر دی تھی (**شکل 1.2 الف**)۔ ہم آہنگ پالیسی سختی اور مسلسل جغرافیائی وسیاسی تناؤ نے مالی سال 23ء کے دوران عالمی معاشی سرگرمی اور مالی حالات پر منفی اثرات ڈالے (**شکل 1.2 ب**)۔

رسد کے امکانات میں کچھ بہتری کے ساتھ معتدل ہوتی ہوئی طلب نے عالمی اجناس کی قیمتوں میں کمی کا رجحان پیدا کیا، خاص طور پر مالی سال 23ء کے بیشتر حصے کے دوران توانائی کی قیمتوں میں۔ اگرچہ عالمی سطح پر عمومی مہنگائی کم ہونا شروع ہو گئی تھی (**شکل 1.2 ج**)، تاہم مہنگائی کے اہداف حاصل کرنے کے چیلنج اور مہنگائی کے مضمر دباؤ کے تسلسل کے باعث، مرکزی بینکوں نے پالیسی ریٹس میں اضافہ جاری رکھا، گو کہ مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں یہ عمل سست رفتاری سے ہوا۔ یہ پاکستان کے تجربے کے برعکس تھا، جہاں مہنگائی اور بیرونی کھاتوں کے بگڑتے ہوئے منظرناموں کی بنا پر مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں پالیسی ریٹ میں بڑے اضافے کی ضرورت پیش آئی۔

زری پالیسی کے سخت موقف کے تسلسل کے عالمی مالی حالات پر سنگین اثرات مرتب ہوئے۔ اوّل، مالی سال 23ء کے دوران بڑھتی ہوئی مالی ضرر پذیری بشمول قرضہ جاتی تمسکات میں بھاری مارک ٹو مارکیٹ نقصانات اور ڈپازٹس کا

ارتکاز امریکہ میں دو بینکاری اداروں کے دیوالیہ پن اور یورپ کے ایک بینک پر مارکیٹ کے اعتماد کے خاتمے کا باعث بنا۔ دوم، ترقی یافتہ معیشتوں میں پالیسی ریٹس میں اضافے نے متعدد ابھرتی ہوئی معیشتوں میں شرح مبادلہ کو گھٹانے میں کردار ادا کیا (**شکل 1.2 د**)۔ سوم، کمزور ہوتی ہوئی کرنسیوں کے ساتھ فنڈنگ کی روز افزوں لاگت نے ضرر پذیر معیشتوں میں قرض کے مسائل کو سنگین تر کر دیا۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، متعدد ملکی دھچکوں نے مالی سال 23ء کے دوران سخت عالمی مالی حالات اور بیرونی طلب میں سست روی کے اثرات کو بڑھا دیا۔ خاص طور پر موسم گرما میں آنے والے سیلاب کے سبب ملک کی زمین کا بڑا حصہ زیرِ آب آ گیا اور زندگیوں، روزگار اور بنیادی ڈھانچے کو بے پناہ نقصان پہنچا۔ زراعت سب سے زیادہ متاثر ہونے والے شعبوں میں سے تھی جس میں خریف کی اہم فصلوں کو بہت نقصان ہوا۔

خریف سیزن کے آغاز سے ہی موسمی حالات کپاس کی فصل کے لیے ناسازگار رہے۔ خشک سالی جیسی صورتِ حال کے باعث کپاس کی بوائی کے رقبے کا ہدف پورا نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ خاص طور پر سندھ اور بلوچستان میں انتہائی زیادہ بارشوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں کی بنا پر مالی سال 23ء میں کپاس کی پیداوار کئی دہائیوں کی کم ترین سطح پر آ گئی۔ اسی طرح چاول کی پیداوار میں بھی دوہندسی کمی ریکارڈ کی گئی۔ تاہم گندم کی شاندار فصل اور گلہ بانی کے شعبے کی اچھی کارکردگی نے مالی سال 23ء کے دوران ان نقصانات کے اثرات کی جزوی تلافی کی۔ سازگار موسمی حالات نے بنیادی طور پر کھاد کے کم استعمال کے باوجود ربیع کے موسم میں گندم کی پیداوار میں نمایاں اضافہ کرنے میں مدد کی۔ اگرچہ گلہ بانی کے شعبے کو سیلاب سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، تاہم اس کے مجموعی اثرات کم رہے۔ اس اثنا میں دوران سال اسٹیٹ بینک کی اعلان کردہ ترغیبات کے نتیجے میں زرعی قرضے میں نمایاں توسیع ہوئی جس سے اس شعبے کی مجموعی کارکردگی کو تقویت ملی۔

چونکہ زراعت کے باقی معیشت کے ساتھ ہمہ گیر روابط ہیں اس لیے اس شعبے میں ہونے والے نقصانات کا اثر صنعت اور خدمات کے شعبوں پر پڑا۔ مزید برآں، زرِ مبادلہ کی رکاوٹوں، کمزور کرنسی، پیداوار کی بڑھتی ہوئی لاگت، سست ہوتی عالمی طلب اور ملک میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی سمیت متعدد ناموافق ملکی اور عالمی واقعات نے مالی سال 23ء کے دوران معاشی سرگرمی کو متاثر کیا۔ ان دھچکوں نے مالی سال 22ء سے متعارف کرائی گئی تخفیفی پالیسیوں کے اثرات کو بڑھا دیا۔ لہٰذا پچھلے دو برسوں کے دوران مسلسل توسیع کے بعد بڑے پیمانے پر اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں وسیع بنیاد پر کمی نے مالی سال 23ء کے دوران صنعتی سرگرمیوں میں سکڑاؤ پیدا کیا (**شکل 1.3 الف**)۔

خوراک، دواسازی، پیٹرولیم کی صفائی، گاڑیوں، غیر دھاتی معدنیات، تمباکو اور کیمیائی مصنوعات کی صنعتوں میں سے تقریباً پانچویں حصے کی پیداوار مالی سال 16ء کے بعد سے پست ترین سطح پر آ گئی۔ کئی فیکٹریوں نے سال کے دوران آپریشنز کی وقفے وقفے سے بندش کا اعلان کیا (**شکل 1.3 ب**)۔ اشیا سازی کے

شکل 1.3 الف: ایل ایس ایم کی نمو خاصی سکڑ گئی

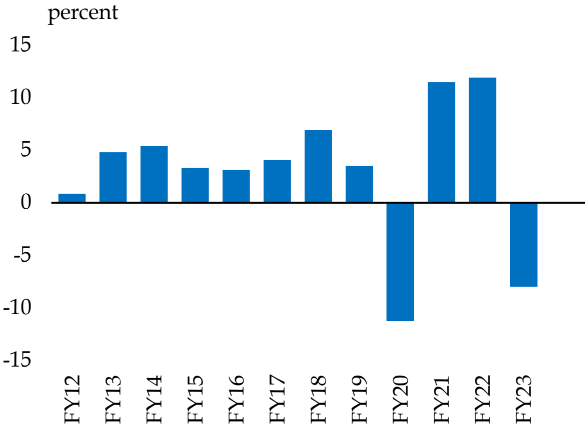

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.3 ب: مالی سال 23ء میں پلانٹس کی بندش کا اعلان کرنے والے اہم شعبے

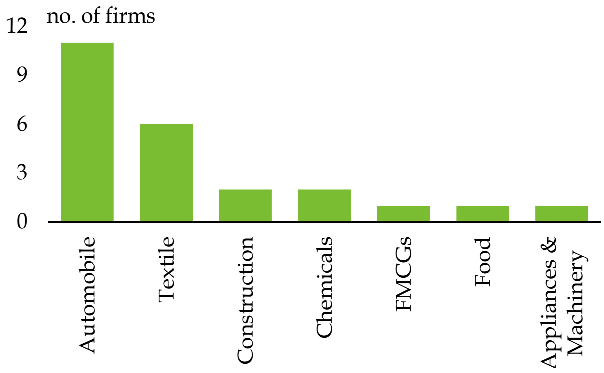

*information before December 2022 was not available

Sources: Pakistan Stock Exchange, Securities and Exchange Commission of Pakistan

شعبے کی کارکردگی کے مطابق مالی سال 23ء کے دوران صوبہ سندھ اور پنجاب میں بھی صنعتی روزگار میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔[2] مزید برآں، اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں گرتی ہوئی قدرِ اضافی کی طرح تھوک اور خردہ فروشی اور مالیات و بیمہ خدمات میں بھی کمی آئی جو مالی سال 23ء کے دوران خدمات کے شعبے کی نمو میں کافی سست روی کا باعث بنی۔

معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے علاوہ طلب گھٹانے کی پالیسیوں اور انتظامی اقدامات کا اظہار مالی سال 23ء کے دوران درآمدات میں وسیع البنیاد کمی میں ہوا۔ عالمی قیمتوں میں نرمی نے بھی اس کمی کے رجحان میں حصہ ڈالا۔ دوسری طرف محدود ملکی پیداوار اور کمزور عالمی طلب کے مشترکہ اثر نے مالی سال 23ء کے دوران ٹیکسٹائل اور نان ٹیکسٹائل برآمدات دونوں کو بہت کم کردیا۔ تاہم پاکستانی روپے کی قدر میں گراوٹ نے برآمد کنندگان کو کچھ مصنوعات میں مارکیٹ شیئر برقرار رکھنے کے لیے قیمتوں میں ردّوبدل کی گنجائش فراہم کی۔

مزید برآں، پچھلے چھ برسوں میں مسلسل توسیع کے بعد مالی سال 23ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں دوہندسی کمی دیکھنے میں آئی اور ماسوائے امریکہ کے تمام اہم خطوں سے آنے والی رقوم گھٹ گئیں۔ عالمی اقتصادی سست روی کے علاوہ بیرون ملک فضائی سفر کا دوبارہ آغاز اور بین البینک اور اوپن مارکیٹ ریٹس میں بڑھے ہوئے تفاوت میں اضافہ بھی اس کمی کی جزوی طور پر وضاحت کرتا ہے۔ تاہم اشیا اور خدمات کی درآمدات میں نمایاں کمی نے گھٹتی ہوئی برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر سے ہونے والی زرِمبادلہ آمدنی کے اثرات کی تلافی کردی اور جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 23ء کے دوران جی ڈی پی کے لحاظ سے گیارہ سال کی پست ترین سطح 0.7 فیصد پر آگیا۔

کم ہوتے ہوئے جاری کھاتے کے خسارے سے حاصل ہونے والے سہارے کے باوجود غیر سازگار بیرونی مالی حالات نے مالی سال 23ء کے دوران بیرونی کھاتے کی پوزیشن کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ خاص طور پر آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے تحت نویں جائزے کو حتمی شکل دیے جانے میں تاخیر نے بین الاقوامی سرمایہ کاروں اور قرض دہندگان کے اعتماد کو خاصا مجروح کیا۔ ملک کی بڑھتی ہوئی غیر یقینی اور زرمبادلہ کی سیالیت کی کمزور ہوتی ہوئی صورتِ حال کے نتیجے میں پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگ کم کردی گئی جبکہ ملک کے رسک پریمیم میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ بیرونی کھاتے کے بدتر ہوتے ہوئے منظر نامے کے سبب قرض کی طے شدہ ادائیگیوں کو پورا کرنے کے لیے درکار سرکاری رقوم کی آمد اور نجی سرمایہ کاری کی مناسب مقدار میں آمد میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ سخت عالمی مالی حالات نے مالی سال 23ء کے دوران مالی کھاتوں سے خالص اخراج میں اہم کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے آخر تک اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر نمایاں طور پر گھٹ کر 4.5 ارب ڈالر تک آگئے اور پاکستانی روپے کی قدر میں 28.5 فیصد کی کمی ہوئی۔

کمزور تر روپے اور رسد میں خاصی رکاوٹوں نے مالی سال 23ء کے دوران درآمدی مہنگائی کو تحریک دی۔ اس کے علاوہ توانائی کی قیمتوں میں اضافے، ملک میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی کے ساتھ ٹیکسوں اور دیگر لیویز کے بڑھائے جانے کے عمل نے سال کے بیشتر حصے میں مہنگائی کو بلند سطح اور مسلسل اضافے کے رجحان پر رکھا۔ ان رسدی دھچکوں کا اثر عمومی قیمتوں اور مہنگائی کی توقعات پر پڑا، جس سے قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی مالی سال 23ء میں 29.2 فیصد تک پہنچ گئی جو کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح ہے اور اسٹیٹ بینک کے مہنگائی کے نظر ثانی شدہ تخمینے 27-29 فیصد کی بالائی حد کے قریب ہے۔ یہ صورتِ حال پچھلے سال سے متعارف کرائے گئے متعدد تخفیفی اقدامات کی بنا پر ملکی طلب میں کمی کے باوجود پیدا ہوئی۔

مالی سال 23ء کے دوران مہنگائی زیادہ تر غیر تلف پذیر اشیا کے باعث ہوئی جس کے بعد غیر غذائی غیر توانائی اور توانائی گروپ کا نمبر آتا ہے۔ غذائی گروپ کے اندر دودھ اور دودھ کی مصنوعات، گندم، خوردنی تیل اور نباتی گھی اور تیار خوراک مہنگائی میں سب سے آگے رہے۔ رسدی دھچکوں کے اثرات کے علاوہ طویل عرصے سے موجود ساختی خامیاں جیسے غذائی رسدی زنجیر کی ترقی پر پالیسی کے حوالے سے ناکافی توجہ، موسمیاتی تبدیلی میں مزاحم اور بلند پیداوار دینے والی فصلوں پر تحقیق و ترقی کا فقدان اور غذائی اجناس کی مارکیٹ میں

[2] ماخذ: پنجاب اور سندھ کے دفترہائے شماریات۔

شکل 1.4 الف: مالی سال 23ء میں مہنگائی کی توقعات بلند رہیں

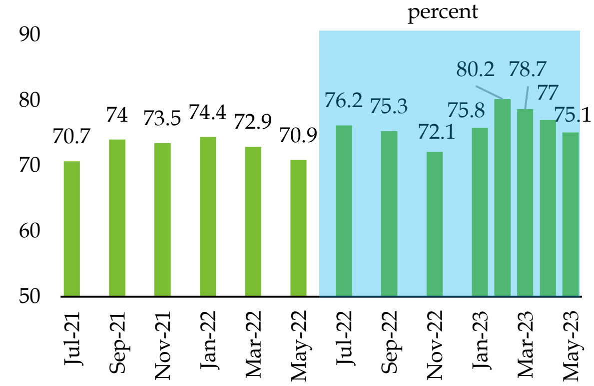

Source: State Bank of Pakistan

شکل 1.4ب: مالی سال 23ء میں قوزی گرانی میں بھرپور اضافہ برقرار رہا

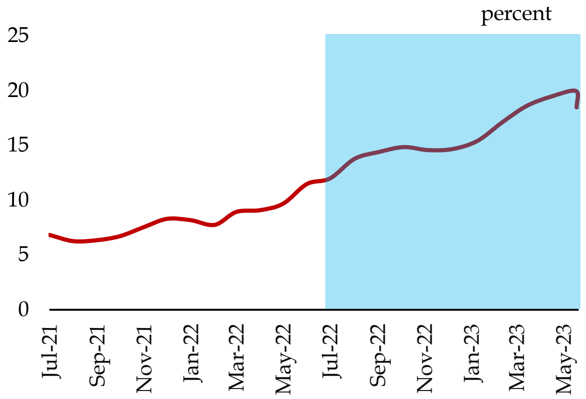

Source: Pakistan Bureau of Statistics

دیرینہ خامیاں بھی مالی سال 23ء میں غذائی قیمتوں میں مسلسل اضافے کی جزوی وضاحت کرتی ہیں (**باکس 3.1**)۔

اہم بات یہ ہے کہ قوزی مہنگائی پورے سال کے دوران دوہندسی رہی، جس سے غذا اور توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے وسیع تر قیمتوں، اجرتوں اور مہنگائی کی توقعات پر دورِ ثانی کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں (**شکل 1.4 الف**)۔ بنیادی طور پر توانائی کی قیمتوں میں اضافے کی پیروی کرتے ہوئے مہنگائی کی توقعات گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران نمایاں طور پر بڑھ گئیں اور انہوں نے مہنگائی کے مضمر دباؤ میں اضافے کو تقویت دی (**شکل 1.4ب**)۔

توانائی کے نرخوں میں اضافے کے باوجود توانائی کی زرِاعانات مالی سال 23ء میں بجٹ کے تخمینوں سے کہیں زیادہ تجاوز کرگئی جس سے شعبہ توانائی میں اصلاحات کی سست رفتار کی عکاسی ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر سودی اور غیر سودی جاریہ اخراجات دونوں مالی سال 23ء میں بجٹ کے اہداف سے تجاوز کر گئے۔ خاص طور پر مالی سال 22ء کے آغاز سے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 1500 بی پی ایس کے اضافے، مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے ملکی وسائل پر حکومت کے بڑھتے ہوئے انحصار، کرنسی کی قدر میں کمی اور پچھلے سال ڈیٹ سروس معطلی اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کی مدت کے خاتمے نے مالی سال 23ء کے دوران سود کی ادائیگیوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس دوران بڑھتے ہوئے سماجی مسائل سے نمٹنے کے لیے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت اخراجات میں بھی کافی اضافہ ہوا۔ تخمینے کے مطابق مالی سال 23ء کے دوران تباہ کن سیلاب نے 80 لاکھ سے زائد افراد کو غربت میں دھکیل دیا ہے۔[3] اس کے ساتھ کئی عشروں پر محیط شدید مہنگائی کے عام معاشرتی بہبود کے لیے سنگین مضمرات ظاہر ہوئے ہیں۔ اس تناظر میں پروگرام کے مصارف میں توسیع میں بنیادی طور پر سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کو ہنگامی نقدرقم کی منتقلی اور کوریج کے علاوہ فی استفادہ کنندہ کیش گرانٹ کے سائز میں اضافہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے سول حکومت کے اخراجات کو بھی بڑھایا اور موجودہ اور ریٹائرڈ ملازمین کے لیے تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کی صورت میں مختلف امدادی اقدامات متعارف کرائے۔ مزید برآں، وفاقی پی ایس ڈی پی اخراجات گذشتہ کئی برسوں تک مسلسل گرنے کے بعد مالی سال 23ء میں خاصے بڑھ گئے۔

جہاں تک محاصل کا تعلق ہے، درآمدی سکڑاؤ، کمزور معاشی سرگرمی اور پیٹرولیم مصنوعات پر مسلسل سیلز ٹیکس چھوٹ مالی سال 23ء میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کی رفتار میں سست روی کا باعث بنی حالانکہ مالی سال کی دوسری ششماہی میں فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء کے ذریعے کچھ اضافی ٹیکس اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا۔ تاہم دورانِ سال پی ڈی ایل کی وصولی نے نان ٹیکس محاصل میں بھاری اضافہ کرنے میں مدد کی اور مجموعی محاصل کی وصولی کو بڑھایا۔ بہرکیف، اخراجات میں بلند نمو کی وجہ سے محاصل میں اضافہ خاصا بے اثر ہوگیا، جس سے مالی سال 23ء کے دوران مالیاتی اور بنیادی عدم توازن

[3] ماخذ: وزارت خزانہ (2023ء)۔ پاکستان اکنامک سروے 23-2022ء۔ اسلام آباد: وزارت خزانہ۔

معاشی جائزہ

ہدف کی سطح سے بہت اوپر چلے گئے، جو بجٹ میں تجویز کردہ اہم مالیاتی استحکام کے برخلاف ہے۔

مالی سال 23ء کے دوران بڑا مالیاتی خسارہ عوامی قرضوں کے بوجھ میں متناسب اضافے کی بنیاد تھا۔ اگرچہ طے شدہ ادائیگیوں اور ناکافی بیرونی رقوم کی وجہ سے امریکی ڈالر کے لحاظ سے سرکاری بیرونی قرضوں کے اسٹاک میں کمی ہوئی، تاہم پاکستانی روپے کے لحاظ سے کمزور روپیہ بیرونی قرضوں میں اضافے کا باعث بنا۔ بیرونی فنانسنگ کی کمی کے پیش نظر حکومت خسارے کی مالکاری کے لیے زیادہ تر ملکی وسائل پر انحصار کرتی ہے۔ بڑھتی ہوئی شرح سود سے فائدہ اٹھانے کے لیے مارکیٹ کا جھکاؤ سال کے بیشتر حصے میں رواں شرح پی آئی بیز (پی ایف ایلز) کی طرف رہا۔ تاہم رواں شرح طویل مدتی آلات پر حکومت کے بڑھتے ہوئے انحصار نے نو قیمت بندی کے خطرات کو بڑھادیا ہے۔

مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے کمرشل بینکوں پر مسلسل انحصار کے باعث مالی سال 23ء کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں بھرپور اضافہ ہوا۔ تاہم بیرونی کھاتے پر دباؤ کی وجہ سے خالص بیرونی اثاثوں میں بڑے پیمانے پر کمی ہوئی جس نے مالی سال 23ء کے دوران وسیع رقم کی نمو پر حکومتی بجٹ کے قرضے میں اضافے کے اثرات کی جزوی تلافی کردی۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) نے بھی، خاص طور پر بجلی کے شعبے میں، کمرشل بینکوں سے قرض گیری بڑھادی، خصوصاً گردشی قرضوں سے متعلق ادائیگیاں کرنے کے لیے۔ دوسری جانب معاشی سرگرمیوں میں کمی کے ساتھ زبردست زری سختی کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں کافی سست روی آگئی۔ خاص طور پر جاری سرمائے کے قرضوں میں نمایاں کمی آئی جبکہ معینہ سرمایہ کاری بھی سال کے دوران کم رہی۔ حکومت کی بڑھتی ہوئی میزانیہ قرض گیری کی ضروریات اور زیرِ گردش کرنسی کی توسیع نے کرنسی مارکیٹ کی سیالیت کی ضروریات کو بڑھا دیا۔ جواب میں، اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے دوران طویل مدتی بازارِ زر کے سودوں کا تعدّد اور حجم کافی بڑھادیا۔

مالی سال 23ء میں پاکستان کی معاشی کارکردگی طویل عرصے سے موجود ساختی رکاوٹوں کو دور کرنے کی اہمیت اجاگر کرتی ہے جو بار بار معاشی استحکام کو سنگین خطرات کا باعث بنتی ہیں۔ ان میں سب سے اہم مالیاتی پالیسی اصلاحات کے چیلنجز ہیں۔ خاص طور پر ناکافی اور سست ٹیکس پالیسی اصلاحات جس میں یکبارگی اور جلدی میں کی گئی اصلاحات نے وسائل کو محدود کردیا ہے حتیٰ کہ جاریہ اخراجات ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بھی۔ اس کے علاوہ، انکم ٹیکس کے بجائے بالواسطہ اور ودہولڈنگ ٹیکسوں کے بڑھتے ہوئے استعمال نے مہنگائی اور مہنگائی کی توقعات دونوں پر کافی اثر ڈالا ہے۔ دوسری جانب، پی ایس ایز کے نقائص کو دور کرنے کے لیے اصلاحات کی سست رفتار مالی وسائل کے مسلسل زیاں کا سبب ہے۔ اس کے نتیجے میں مستقل مالیاتی عدم توازن نے حکومت کی معیشت کی پیداواری استعداد میں اضافے کے لیے درکار ترقیاتی اخراجات کی صلاحیت گھٹادی ہے (**شکل 1.5 الف**)۔ معاملات کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو گذشتہ پانچ برسوں کے دوران سودی ادائیگیوں میں اوسطاً نصف سے زیادہ ایف بی آر ٹیکس وصولی صَرف ہوگئی جس سے ترقیاتی اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش محدود ہوگئی۔

ملک کی ترقی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سرکاری وسائل کی قلت نے نجی سرمایہ کاری کی بھی حوصلہ شکنی کی ہے۔ لہٰذا پاکستان کم سرمایہ کاری کے جال میں پھنسا ہوا ہے جبکہ نمو کا ماڈل بنیادی طور پر کھپت تک مرکوز ہے (**شکل 1.5 ب**)۔ اس دوران گذشتہ کئی عشروں کے دوران طبیعی اور انسانی سرمائے کے ساتھ تحقیق و ترقی میں قلیل سرمایہ کاری نے ٹیکنالوجی پر مبنی مینوفیکچرنگ بنیاد قائم نہیں ہونے دی جس کی عکاسی ملک کی برآمدات میں پست قدر اضافی کی حامل اشیا کی کثرت سے ہوتی ہے (**شکل 1.5 ج**)۔

انسانی اور طبیعی سرمائے کی غیر معیاری کیفیت کے علاوہ کثیر جہتی عوامل، جو ملک کے از کار رفتہ پالیسی ماحول کے شاخسانے ہیں، برآمدات میں پائیدار اضافہ کرنے کی ملک کی صلاحیت کو مجروح کرتے رہے ہیں۔ ان میں برآمدات کی پست مسابقت، جدت طرازی اور مصنوعات کی تیاری کی اہلیت کا فقدان، کاروبار کرنے کی زیادہ لاگت، مصنوعات اور مارکیٹ میں تنوع کی کمی، معیار کے پیمانوں پر پورا نہ اترنا، مؤثر رسدی زنجیر کی عدم دستیابی، درآمد شدہ خام مال اور سرمایہ جاتی اشیا پر مسلسل انحصار اور مختلف شعبوں کے متعدد مخصوص مسائل شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی فصلوں کی جامد پیداوار اور غذائی رسدی زنجیر کی ترقی پر توجہ نہ دینے اور غذائی منڈی میں خامیوں نے درآمد شدہ غذائی اجناس پر ملک کا انحصار کافی بڑھادیا ہے۔ یہ رجحانات غیر پائیدار جاری کھاتے کے توازن کی بنیاد ہیں، جس نے زرِمبادلہ ذخائر اور شرح مبادلہ پر دباؤ کے

شکل 1.5 الف: مالیاتی کھاتے میں بڑا عدم توازن

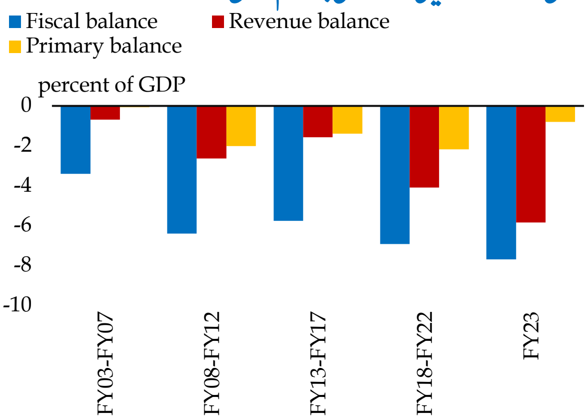

Source: Ministry of Finance

شکل 1.5 ب: پاکستان کا نمو کا تجربہ، کم سرمایہ کاری کا نمایاں رہنا

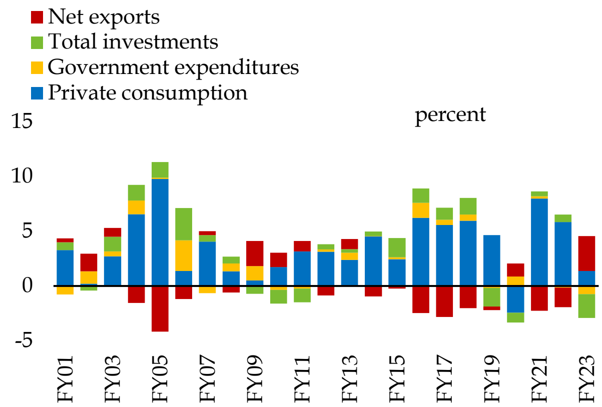

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.5 ج: برآمدات میں اشیا کا انکاز (اوسط مالی سال 19ء تا مالی سال 23ء)

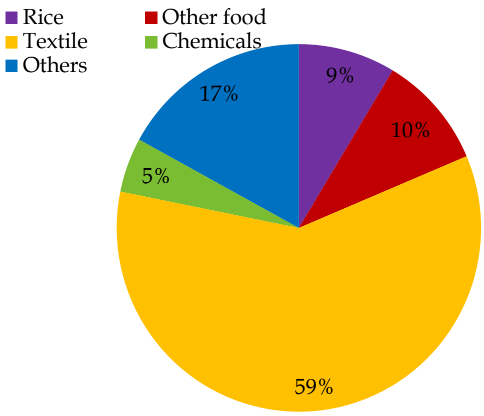

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.5 د: ساختی رکاوٹیں بار بار توازن ادائیگی کا بحران پیدا کرتی ہیں

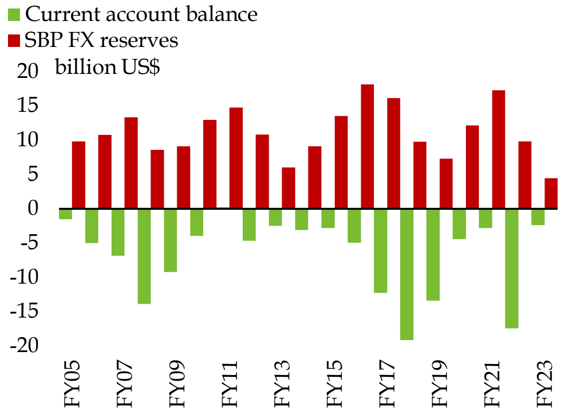

Source: State Bank of Pakistan

ذریعے ملک کے لیے عالمی رسدی دھچکوں کے خطرے میں اضافہ کیا ہے (**شکل** 1.5 د)۔

اس صورتِ حال میں ضروری ہے کہ معاشی نمو اور ترقی کے لیے وسائل کی دستیابی کو یقینی بنانے کی خاطر مختلف شعبوں کے عدم توازن کو دور کرنے کے مقصد سے جامع اصلاحات شروع کی جائیں۔ اس کے لیے دستاویزیت میں اضافے کے لیے ٹیکس کی بنیاد کو وسیع کرنے، ٹیکس انتظام میں بہتری لانے، مالی رساؤ کو ختم کرنے اور ٹیکس قوانین پر عملدرآمد کے کلچر کی تشکیل کے ذریعے ٹیکس پالیسی میں اصلاحات کو تیز کرنے کے عمل کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح پی ایس ایز کی گورننس میں اصلاحات کے تیزی سے نفاذ کو یقینی بنا کر غیر سودی جاریہ اخراجات کو محدود کرنا از بس ضروری ہے تاکہ مالیاتی خرابیوں پر قابو پایا جاسکے اور انسانی و طبعی سرمائے میں ضروری سرکاری سرمایہ کاری کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا ہو سکے۔

خاص طور پر توانائی کے شعبے کی اصلاحات کو ترجیح دی جانی چاہیے تاکہ گردشی قرضوں میں اضافہ روکا جاسکے۔ اس کے لیے ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کو کم سے کم کرنا، توانائی کے نرخوں کو لاگت کے ساتھ ہم آہنگ کرنا، غیر ہدفی زرِاعانت ختم کرنا اور توانائی کی لاگت گھٹانے والی اصلاحات کا تیزی سے نفاذ کرنا ہوگا۔ نیز غیر روایتی طریقوں کو اپناتے ہوئے معیشت کی توانائی کی شدت کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، مالیاتی اخراجات کی کارکردگی اور شفافیت کو بہتر بنانے کے لیے پبلک فنانشل مینجمنٹ (پی ایف ایم) کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ سرکاری سرمایہ کاری میں بہتری کلیدی شعبوں میں نجی سرمایہ کاری کو بڑھانے میں اہم کردار کرے گی۔

مزید برآں، مسابقت کو بہتر بنانے اور درآمدات پر انحصار کم سے کم کرنے کے لیے اشیاسازی اور برآمدات کے شعبوں میں تکنیکی اپ گریڈیشن کی ضرورت

ہے۔ اس سلسلے میں قابل بر آمد شعبوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد کو بڑھاوا دینے کے لیے ساز گار ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ٹیکنالوجی کی منتقلی کی حوصلہ افزائی کی جاسکے اور لیبر کی مہارتوں کو بڑھایا جا سکے۔ اسی طرح فصلوں کی پیداوار بڑھانے کے لیے شعبہ زراعت میں اصلاحات، غذائی رسدی زنجیر کی ترقی اور مارکیٹ کی خامیوں کو دور کرنا موسمیاتی تبدیلی کے بڑھتے ہوئے چیلنج سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے (**باکس 2.1**)۔ یہ اقدامات نہ صرف درآمدی انحصار کو کم کرنے میں مدد کریں گے بلکہ قیمتوں میں استحکام کے حصول کے لیے بھی اہم ہیں۔ بلند اور پائیدار معاشی نمو حاصل کرنے کے لیے ان اصلاحات کا عمل تیز کرنے کی شدید ضرورت ہے تاکہ لیبر مارکیٹ میں نئے داخل ہونے والوں کو جذب کیا جاسکے، سماجی بہبود کو بہتر بنایا جاسکے اور ملک میں عام معیارِ زندگی کو بلند کیا جاسکے۔

اس تناظر میں معاشی حالات، بازاروں، کاروبار کے ساتھ انفرادی فلاح و بہبود کے بارے میں حقائق پر مبنی معلومات کی دستیابی شواہد پر مبنی پالیسی سازی کے لیے اہم جز ہے۔ اس رپورٹ میں پاکستان کے قومی شماریاتی نظام (این ایس ایس) کی حالت کو درست کرنے کی ضرورت پر ایک خصوصی باب شامل ہے۔ اس باب میں باخبر فیصلہ سازی کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کے این ایس ایس کی تیاری کی کیفیت پر بحث کی گئی ہے اور کوریج اور تعدّد کے لحاظ سے پاکستان کے سرکاری اعداد و شمار میں اہم خامیوں کو اجاگر کرنے کے علاوہ این ایس ایس اصلاحات کے لیے کچھ تجاویز کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1.2 اقتصادی منظر نامہ

ایک سال کی ہنگامہ خیزی کے بعد پاکستان کی معاشی صورتِ حال میں بہتری کے کچھ ابتدائی آثار نظر آنے لگے ہیں۔ مالی سال 23ء کے آخر تک آئی ایم ایف کے ساتھ 3.0 ارب ڈالر کا اسٹینڈ بائی ارینجمنٹ (ایس بی اے) کرنے میں کامیابی ہوئی جس نے کسی حد تک فوری خطرات کو کم کرنے میں مدد کی۔ جولائی 2023ء میں ایس بی اے کے تحت 1.2 ارب ڈالر کی ابتدائی وصولی کے ہمراہ 3 ارب ڈالر کی دوطرفہ رقوم سے اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ ذخائر میں گرتے ہوئے رجحان کو روکنے میں مدد ملی۔ مزید برآں، جولائی 2023ء کے ورلڈ اکنامک آؤٹ لک کے مطابق، 2023ء میں عالمی معاشی نمو کے امکانات، پہلے کے تخمینوں کے مقابلے میں کچھ بہتر ہوئے ہیں۔ اسی طرح غیر توانائی عالمی اجناس کی قیمتیں بھی پچھلے سال کی نسبت کچھ کم ہوئی ہیں۔ ان رجحانات کے پاکستان کی معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔

شکل 1.6: بلند تعدّد کے طلبی اظہاریے

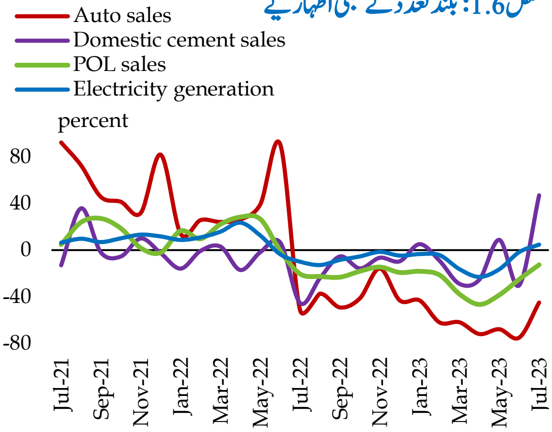

Sources: APCMA, PAMA, OCAC and NEPRA

بلند تعدّد کے اظہاریے جولائی 2023ء سے یہ اشارہ دے رہے ہیں کہ معاشی سرگرمیاں زیریں ترین حد تک پہنچ گئی ہیں (**شکل 1.6**)۔ آخر جون 2023ء سے درآمدی ترجیحات کے بارے میں رہنمائی کے خاتمے اور اس کے ہمراہ زرِمبادلہ کی پوزیشن میں بتدریج بہتری سے توقع ہے کہ رسدی زنجیر کی صورتِ حال کو کسی حد تک بہتر کرنے اور ایل ایس ایم نیز بر آمدات میں اضافہ ہو گا۔

مزید برآں، کپاس اور چاول کی پیداوار میں متوقع بحالی مالی سال 24ء میں زرعی نمو کو سہارا دے گی۔ کپاس کی پیداوار کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت نے مالی سال 24ء کی فصل کے لیے کم از کم قیمت 8500 روپے فی 40 کلو گرام کا اعلان کیا۔ ابتدائی معلومات کے مطابق اس ترغیب سے کپاس کی بوائی کے رقبے میں اضافے کو یقینی بنانے میں مدد ملی ہے اور اس سے کھادوں اور کیڑے مار ادویات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے باوجود فصلوں کے انتظام کے طریقوں کو بڑھانے کے لیے کسانوں کی حوصلہ افزائی کا بھی امکان ہے۔ ان ترغیبات کے اثرات کی عکاسی کرتے ہوئے یکم ستمبر 2023ء کو گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں کپاس کی آمد میں 97.5 فیصد کا بھرپور اضافہ درج کیا گیا۔ اسی طرح ساز گار موسمی حالات اور چاول کی ملکی قیمتوں میں زبردست اضافے نے کاشت کاروں کو چاول کی فصل کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھانے کی ترغیب دی اور اسی وجہ سے جاری سال میں پیداوار بڑھی۔

جدول 1.2: مالی سال 24ء کے معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

	ہدف	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں
شرح نمو (فیصد)		
حقیقی جی ڈی پی[الف]	3.5	2.0 – 3.0
صارف اشاریہ قیمت (اوسط)[الف]	21.0	20.0 – 22.0
ارب امریکی ڈالر		
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[الف]	30.5	25.5 – 26.5
برآمدات (ایف او بی)[الف]	30.0	28.0 – 29.0
درآمدات (ایف او بی)[الف]	58.7	50.0 – 52.0
جی ڈی پی کا فیصد		
مالیاتی خسارہ[ب]	6.5	7.0 – 8.0
جاری کھاتے کا خسارہ		0.5 – 1.5

ماخذ: [الف] سالانہ منصوبہ 2023-24ء، [ب] وفاقی بجٹ 2023-24ء

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں توسیع کا مالی سال 24ء میں خدمات پر بالواسطہ اثر ہونے کی توقع ہے۔ تاہم پچھلے دو برسوں کے دوران طلب میں کمی لانے کے کئی اقدامات کے اثرات معاشی سرگرمیوں میں بحالی کو محدود کرسکتے ہیں۔ ان امور کی عکاسی کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو 2-3 فیصد کی حدود میں رہے گی (**جدول 1.2**)۔

زری سختی کے مؤخر اثرات اور دیگر تخفیفی اقدامات کی وجہ سے امکان ہے کہ ملکی طلب قابو میں رہے گی۔ مزید برآں، اہم فصلوں کی پیداوار میں متوقع اضافے اور درآمدات کی بحالی کی وجہ سے رسد کی صورتِ حال میں بہتری کے امکانات مالی سال 24ء میں مہنگائی کے دباؤ کو متوقع طور پر مزید معتدل کریں گے۔ ملکی رسد میں بہتری کے علاوہ گذشتہ سال کے مقابلے میں بلند بیس اور غیر توانائی اجناس کی عالمی قیمتوں میں سست روی کی بنا پر توقع ہے کہ مالی سال 24ء میں مہنگائی 20.0-22.0 فیصد کی حدود میں رہے گی۔ تاہم غیر متوقع موسمی واقعات، عالمی اجناس خصوصاً تیل کی قیمتوں میں منفی اتار چڑھاؤ اور بیرونی کھاتے کا دباؤ اس منظرنامے کے لیے کچھ اہم اضافے کے خطرات ہیں۔

اسٹیٹ بینک نے مالیاتی خسارے کے بارے میں یہ پیش گوئی کی ہے کہ یہ مالی سال 24ء میں 7.0–8.0 فیصد کی حدود میں رہے گا۔ سود کی بلند ادائیگیاں جاری رہ سکتی ہیں اور مالی سال 24ء کے دوران اخراجات میں قابل ذکر کمی کو روکنے کا سبب بن سکتا ہے۔ تاہم غیر سودی اخراجات کے کم زرِاعانت اور گرانٹس کی وجہ سے محدود رہنے کی توقع ہے۔ مالی سال 24ء کے دوران اقتصادی سرگرمیوں میں خفیف بحالی سے محاصل کی وصولی میں اضافے کا امکان ہے۔ مالی سال 24ء میں حکومت کا منصوبہ ہے کہ پی ڈی ایل کو بڑھا کر 60 روپے فی لٹر کرکے اور بالائی انکم ٹیکس بریکٹس، بلڈرز، ڈویلپرز اور پراپرٹی پر بلند ٹیکس شرحیں لگا کر اور غیر رجسٹرڈ کاروبار پر اضافی جی ایس ٹی متعارف کرواکر محاصل میں اضافہ کیا جائے۔

مالی سال 24ء کے آغاز میں بیرونی کھاتے کا منظرنامہ بہتر ہوا۔ آئی ایم ایف کے ساتھ اسٹینڈ بائی ارینجمنٹ طے پانے کے عمل نے کثیر جہتی اور دوطرفہ قرض دہندگان کے ساتھ بین الاقوامی سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور اس کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے پہلے دو مہینوں کے دوران کافی بیرونی رقوم آئیں۔ دوسری طرف عالمی اور ملکی نمو کے تھوڑے سے بہتر امکانات سے توقع ہے کہ اشیا اور خدمات کی برآمدات سے زرمبادلہ آمدنی بڑھے گی۔ اگرچہ درآمدی بل میں اضافے کا امکان ہے تاہم اشیا کی کم قیمتیں مالی سال 24ء کے دوران درآمدات میں نمایاں توسیع کو روک سکتی ہیں۔ تاہم مالی سال 24ء میں کارکنوں کی ترسیلات گذشتہ سال کی سطح سے تھوڑی کم رہنے کی توقع ہے۔ ان عوامل کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک کا تخمینہ ہے کہ مالی سال 24ء میں جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 0.5 تا 1.5 فیصد کی حدود میں رہے گا۔